بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمہوریت نے اپنا وقت پورا کر لیا ہے، اب خلافت کا وقت ہے، جو اسلام کا نظامِ حکومت ہے

مغرب میں بھی جمہوریت لوگوں کے امور سے غفلت برتتی ہے

جہاں جمہوریت ہوتی ہے وہاں عوام کی اکثریت لازماً اشرافیہ کے ایک مختصر گروہ کے ہاتھوں استحصال کا شکار ہو جاتی ہے۔ یہ ایک عالمی حقیقت ہے کہ وہی لوگ امیر ترین ہیں جنھیں سیاست دانوں کی مدد و حمایت کے ذریعے بلا واسطہ یا بل واسطہ طور پر سیاسی قوت تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ جمہوریت کا مقصد کبھی بھی عوام کو انصاف فراہم کرنا نہیں رہا بلکہ اس کا ڈول اس لیے ڈالا گیا تا کہ طاقت کو چند لوگوں میں ہی محدود رکھا جائے نتیجتاً دولت بھی چند ہاتھوں میں محدود رہے۔ میڈیسن نے، جو کہ امریکی آئین کا بانی تھا، جمہوریت کی اس خاصیت کا یوں اظہار کیا کہ "جاگیرداروں کا حکومت میں حصہ ہونا چاہیے تا کہ اِن انتہائی اہم مفادات کا تحفظ کیا جائے اور دوسری طاقت کو کنٹرول اور توازن میں رکھا جائے۔ اور ان کو اس طرح اس نظام کا حصہ ہونا چاہئے کہ وہ دولت مند اقلیت کو اکثریت سے بچا سکیں"۔ مشہور ڈیموکریٹ رابرٹ سی بیرڈ Robert C Byrd نے اپنے جمہوری ملک کی حقیقت کے متعلق یہ کہا کہ "دولت مندوں کا انتظام و انصرام، دولت مندوں کے ذریعے، دولت مندوں کے لیے۔۔۔ آج میں اپنے ملک کے لیے روتا ہوں"۔ جدید جمہوریتوں میں جاگیرداروں کی جگہ کارپوریٹ سرمایہ داروں، صنعت کاروں، بڑی بڑی جائیدادوں کے مالکوں اور سیاسی خاندانوں نے سنبھال لی ہے۔

جمہوریت اشرافیہ کے ہاتھوں میں دولت کے ارتکاز کو یقینی بناتی ہے

جمہوریت میں دولت کے چند ہاتھوں میں ارتکاز کو انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے ذریعے قانونی تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ سیاسی خاندان اس لیے دولت مند ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ معاشرے میں موجود دولت کے بے پناہ وسائل کو ہڑپ کر لیتے ہیں۔ خصوصاً اُن کا نشانہ ریاستی ادارے اور عوامی اثاثہ جات، جیسے ہتھیار سازی کے بڑے بڑے ادارے، بینک اور توانائی کی صنعت، وغیرہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ، برطانیہ اور فرانس میں بڑے بڑے سرمایہ داروں کے خاندان حکمرانی میں ہوتے ہیں۔ دولت انتہاء درجے مرتکز ہو چکی ہے یہاں تک کہ 90 فیصد دولت محض 5 فیصد لوگوں میں محدود ہے۔ بھارت میں جمہوریت ستر سال سے بھی زائد عرصے سے بغیر کسی رکاوٹ کے جاری و ساری ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک طرف انتہائی دولت مند براہمن اشرافیہ ہے جبکہ دوسری طرف عوام ہیں جو لاکھوں کی تعداد میں غربت کے ہاتھوں خودکشیاں کرنے پر مجبور ہیں۔

پاکستان میں جمہوریت اشرافیہ اور استعمار دونوں کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے

پاکستان میں بھی سیاست دان جمہوریت میں کروڑوں روپے کی سرمایہ کاری کرتے ہیں تا کہ اپنی دولت میں بے تحاشہ اضافہ کر سکیں۔ تو یہ کہاوت حقیقتاً جمہوریت کے لیے موزوں ہے کہ "طاقت کرپٹ کرتی ہے اور مکمل طاقت مکمل طور پر کرپٹ کر دیتی ہے"۔ لٰہذا پاکستان میں جمہوریت ہی وہ وجہ ہے کہ قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود ملک کے لوگ غریب ہیں جبکہ سیاسی اور فوجی اشرافیہ انتہائی دولت مند ہیں۔ گزشتہ سات دہائیوں میں چھوٹی سی اشرافیہ قانون سازی کے ذریعے عوامی اور ریاستی اثاثہ جات کی مالک بن گئی ہے۔ جمہوریت کے ذریعے یہ لوگ ایسے قوانین بناتے ہیں جن سے ان کے کاروباری مفادات کو فائدہ حاصل ہو اور وہ اپنے اثاثوں کو ٹیکسوں سے بھی محفوظ کر لیں۔ اپنے اثاثوں اور دولت کو محفوظ بنانے کے ساتھ ساتھ اس اشرافیہ کو جمہوریت نے یہ حق بھی دیا ہے کہ وہ اپنے غیر ملکی آقاؤں اور سرپرستوں کے مفادات کو بھی پورا کریں اور معاشرے کے حقوق پر ڈاکہ ڈالیں۔ تو جمہوریت کا شکریہ! جس کے ذریعے پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غدّاروں نے اپنی اپنی مدت کے دوران بہت بڑی تعداد میں دولت جمع کی، اپنے مغربی آقاوں کی خاطر پاکستان کو معاشی دلدل میں دھکیلا اور خارجہ تعلقات میں پاکستان کو ذلت آمیز مقام پر لا کھڑا کیا۔

جمہوریت کو مزید وقت دینے سے حالات بہتر نہیں ہوں گے

یہ ایک بیوقوفانہ بات ہو گی کہ جمہوریت کو کام کرنے کے لیے وقت دیا جائے کیونکہ درحقیقت وہ اپنا کام پہلے سے ہی کر رہی ہے جو کہ اشرافیہ کے چھوٹے سے گروہ کا تحفظ کرنا، جبکہ عوام کا استحصال کرنا ہے۔ موجودہ نظام سے تبدیلی کی امید لگانا ایک خوش فہمی ہے چاہے ایک درجن مزید انتخابات ہی کیوں نہ کرا دیے جائیں۔ اور عوام کی دولت پر دونوں ہاتھوں سے ڈاکے ڈالنے کے بعد جب یہ جمہوری اشرافیہ انتخابات کے دنوں میں چند دنوں کے لیے عوام کو اپنا چہرہ دکھاتی ہے تو چند ایک سڑکوں اور اسکولوں کی تعمیر کو اپنے کارنامے کے طور پر پیش کرتی ہے، تاکہ ہم ڈاکے کے ایک اور موقع کے لیے انہیں دوبارا منتخب کر لیں۔ تو یقیناً مغربی اقوام پورے جوش و خروش سے پاکستان میں جمہوریت کی حمائت کریں گی اور اس کی بقاٗ کے لیے دل کھول کر اپنا مال بھی لگائیں گی کیونکہ جمہوریت نے مغرب کے لیے بغیر کسی تعطل کے کرپٹ غداروں کی سپلائی کو جاری و ساری رکھا جنھوں نے استعماری مفادات کے تحفظ کے لیے قانون سازی کی جبکہ جمہوریت نے مسلمانوں کو بدحال اور محروم رکھا اور اس نظام کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی کسی بھی کوشش کو روکے رکھا۔ اگر کوئی مسلمان اس جمہوری نظام میں ووٹ ڈالتا بھی ہے تو وہ "بُروں میں سے سب سے کم برے" کو ووٹ ڈالتا ہے اور ایک بڑے چور کے مقابلے میں چھوٹے چور کا انتخاب کرتا ہے۔

خلافت نے صدیوں تک مسلمانوں اور غیر مسلموں کی ضرورت کو پورا کیا

مسلم امت کی خواہش ایک اسلامی نظام ہے۔ عیسائی ریاستوں کے برخلاف، اسلامی ریاست نے لوگوں پر ظلم نہیں کیا تھا اور نہ انہیں ان کے حقوق سے محروم رکھا تھا۔ کئی صدیوں تک خلافت مذہب، مسلک یا جنس کی بنیاد پر کوئی امتیاز کیے بغیر، انسانیت کے لیے ایک روشن مینار تھی چاہے اس کا تعلق صنعت سے ہو یا پھر زراعت، طب اور دیگر سائنسی علوم سے یا پھر انسانوں کو حقوق کی فراہمی سے۔ یہ دنیا بھر کے مہاجرین کے لیے جائے پناہ تھی جیسا کہ پندرھویں صدی عیسوی میں اسپین کے عیسائیوں کے ظلم و ستم سے بھاگ کر آنے والے یہودیوں نے خلافت میں پناہ حاصل کی۔ للٰذا عیسائی لوگوں کے مقابلے میں جنھوں نے کرپٹ مذہبی حکمرانی کی جگہ کرپٹ جمہوریت کو قبول کر لیا، مسلمانوں کو اس حل کو قبول کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ اور جیسا کہ حالیہ سالوں کی صورتحال سے یہ واضح ہے کہ اب امت اسلام کا نفاذ اور خلافت کا قیام چاہتی ہے۔

خلافت رنگ، نسل، مذہب اور جنس سے قطع نظر تمام لوگوں کے حقوق کا بلاامتیاز تحفظ کرتی ہے

اسلام اس بنیاد ہی کو ختم کر دیتا ہے جو لوگوں کے امور سے غفلت کا باعث بنتی ہے جو کہ جمہوریت ہے۔ مسلمان کلمہ "لا الہ الا اللہ" پر ایمان رکھتے ہیں جس کا مطلب ہے صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی اس بات کا تعین کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط۔ جبکہ جمہوریت کی بنیاد آمریت ہی کی طرح اس کلمہ پر ہوتی ہے کہ "لا الہ الا انسان"، جس کے مطلب ہے کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے انسانوں کے۔ اس بات کے باوجود کہ انسانی ذہن کے پاس محدود علم ہے، وہ فیصلے کرنے میں غلطی کرتا ہے اور اس قابل بھی نہیں کہ ذاتی مفاد سے مکمل طور پر بے غرض ہو جائے، جمہوریت میں انسانی ذہن کو ہی صحیح اور غلط کے تعین کے لیے پیمانہ بنایا جاتا ہے۔ پس جمہوریت نے انسانوں کو یہ موقع فراہم کیا کہ وہ قانون سازی کر کے دوسرے انسانوں پر ظلم کو جائز بنا لیں۔

جمہوریت انسانوں کو اس بات کا اختیار دیتی ہے کہ وہ چاہیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کریں یا اس کی نافرمانی کریں۔ اس کے برخلاف خلافت میں مسلمان اسلام کے اوامر ونواہی کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، **(وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلاَ مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً مُبِينًا)** "**اللہ اور اس کا رسول جب کوئی فیصلہ کریں تو کسی مؤمن مرد یا عورت کے لیے اس فیصلے میں کوئی اختیار نہیں۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا۔**" (الاحزاب، 33:36)۔ جبکہ جمہوریت میں اسمبلیوں میں موجود مرد و خواتین حضرات خود مختار ہوتے ہیں کہ وہ اپنی خواہشات کے مطابق قوانین کو اختیار کریں یا بنائیں۔ خلافت میں مسلمان صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اس کے احکامات کے مطابق عمل کرتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، **(وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلاَ تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ)** "**اور یہ کہ (آپ ﷺ) ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (احکامات) کے**

مطابق فیصلہ کریں اوران کی خواہشات کی پیروی کبھی نہ کریں۔اوران سے محتاط رہیں کہ کہیں یہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ بعض(احکامات)کے بارے میں آپ ﷺ کو فتنے میں نہ ڈال دیں"(المائدہ،5:49)۔

جمہوریت کا خاتمہ کر کے خلافت اپنے تمام شہریوں کے لیے انصاف کو یقینی بنائے گی۔حزب التحریر نے **ریاستِ خلافت کے دستور** کی دفعہ 1 میں اس کا اعلان کیا ہے کہ "اسلامی عقیدہ ہی ریاست کی بنیاد ہے،یعنی ریاست کی ساخت،اس کے ڈھانچے،اس کا محاسبہ یا کوئی بھی ایسی چیز جو ریاست سے متعلق ہو،وہ اسلامی عقیدے ہی کی بنیاد پر استوار ہوگی۔دستور اور شرعی قوانین کی بنیاد بھی یہی عقیدہ ہے۔دستور اور قوانین سے متعلق صرف اس چیز کو قبول کیا جائے گا،جو اسلامی عقیدے سے اخذ کردہ ہو"۔

جمہوریت کے خاتمے کے بعد ہی اختیارات کے دائرہ کار کا تعین حقیقت کا روپ اختیار کرے گا

جمہوریت کے خاتمے کے بعد ہی اختیارات کے دائرہ کار کا تعین حقیقت کا روپ اختیار کرے گی کیونکہ جمہوریت میں اختیارات کی تقسیم کا مقصد صرف اشرافیہ کے ہاتھوں کمزور لوگوں پر ظلم وجبر کرنے کے حق کو محفوظ بنانا ہے۔جہاں تک خلافت میں اختیارات کے دائرہ کار کا تعلق ہے تو اس کے تمام قوانین اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ اقتدار اعلیٰ صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے لیے ہے،اور اسلام احتساب کی لازمی ذمہ داری امت مسلمہ پر ڈالتا ہے۔امت ہی اسلامی ریاست کے احتساب اور اس کے تحفظ کی پہلی اور آخری ذمہ دار ہے۔امت خلیفہ کی حمائت،مدد اور معاونت کرتی ہے لیکن اگر وہ اسلام سے ہٹتا ہے تو امت کو اس کا لازمی احتساب کرنا ہے اور اگر وہ اسلام کو مکمل طور پر چھوڑ دیتا ہے تو اس سے لڑا جائے گا اور اسے اس کے منصب سے ہٹایا جائے گا۔ عبادہ بن صامت کی بیعت والی حدیث میں ہے: **...وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنْ اللَّهِ فِيهِ بُرْهَانٌ "...اور یہ کہ ہم اہل امر سے تنازعہ نہ کریں مگر کوئی ایسا واضح کفر ظاہر ہو جس کے بارے میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے حجت ہو۔"**(بخاری)۔

مظالم کی عدالت: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، **فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ "اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس تنازعے میں اللہ اور اس کے رسول(کے حکم)کی طرف رجوع کرو"**(النساء 4:59)۔ حزب التحریر نے **ریاستِ خلافت کے دستور** کی دفعہ 24 میں اعلان کیا ہے کہ "خلیفہ ہی اختیار اور شریعت کے نفاذ میں امت کا نمائندہ ہوتا ہے"۔اسلام میں مظالم کی عدالت کو اس بات کا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خلیفہ یا والی(گورنر)کی جانب سے حکمرانی سے متعلق کسی بھی ذمہ داری میں ناکامی یا کوتاہی کی تفتیش کرتی ہے۔یہ عدالت حکمرانوں کے کسی بھی ظلم کے خلاف بغیر کسی درخواست یا مقدمہ کے خود سے ان کے خلاف تفتیش کا آغاز کرسکتی ہے۔حزب التحریر نے **ریاستِ خلافت کے دستور** کی دفعہ 41 میں واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ "صرف محکمۃ المظالم ہی یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ آیا خلیفہ کی حالت کی تبدیلی ایسی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اس منصب پر فائز رہنے کے قابل نہیں رہا اور صرف محکمۃُ المظالم کے پاس خلیفہ کو تنبیہ کرنے یا اس کو برطرف کرنے کا اختیار ہے۔" اور دستور کی دفعہ 87 میں کہا گیا ہے کہ "قاضی مظالم وہ قاضی ہوتا ہے جس کا تقرر ریاست کے زیر سایہ زندگی گزارنے والے ہر شخص پر ہونے والے ریاستی ظلم کا تدارک کرنے کے لیے ہوتا ہے۔خواہ وہ شخص ریاست کی رعایا میں سے ہو یا نہ ہو۔یہ ظلم خواہ ریاست کے سربراہ کی طرف سے ہو یا اس کے علاوہ کسی اور حاکم یا سرکاری ملازم کی طرف سے۔"۔اس کے علاوہ خلیفہ کو اس بات کا حق حاصل نہیں کہ وہ احتساب کے عمل میں مداخلت کرسکے خصوصاً اگر وہ احتساب خود اس کے خلاف کیا جارہا ہو،یعنی اسلام نے خلیفہ کو اس بات کا اختیار نہیں دیا کہ اگر قاضی مظالم خلیفہ کے خلاف شکایت سن رہا ہے یا اس کی تفتیش کررہا ہے تو وہ اس کو اس کے عہدے سے سبکدوش کرسکے،جیسا کہ دفعہ 88 میں لکھا ہے کہ "قاضی مظالم کی تقرری خلیفہ یا قاضی القضاء کی طرف سے ہوتی ہے۔اس کا محاسبہ،اس کو تنبیہ یا اس کی برطرفی خلیفہ کی طرف سے ہوتی ہے یا پھر قاضی القضاء کی جانب سے بشرطیکہ خلیفہ کی طرف سے اس کو اس کا اختیار دیا گیا ہو۔مگر اس کی برطرفی اس وقت درست نہیں ہوتی جس وقت وہ خلیفہ یا معاون تفویض یا پھر قاضی القضاء کی طرف سے کی گئی کسی زیادتی کے بارے میں چھان بین کررہا ہو۔اس صورت میں اس کو برطرف کرنے کا اختیار محکمۃُ المظالم کے پاس ہوگا"۔

مجلسِ اُمت: شریعت نے مسلمانوں کے امور کی دیکھ بھال کے لیے نمائندوں کے انتخاب کی اجازت دی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے بیعتِ عقبہ ثانی کے موقع پر انصار سے فرمایا: **((أَخْرِجُوا إِلَيَّ مِنْكُمْ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا، لِيَكُونُوا عَلَى قَوْمِهِمْ بِمَا فِيهِمْ)) "اپنے میں سے بارہ سردار منتخب کرو جو اپنے لوگوں**

کے امور میں ان کے نمائندہ ہوں"(ابنِ ہشام نے کعب بن مالکؓ سے روایت کیا)۔ مجلس امت کے منتخب اراکین بھی اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ خلیفہ مختلف معاملات پر، جن میں والی (گورنر) اور معاونین کا تقرر بھی شامل ہے، مجلسِ امت سے مشورہ کرتا ہے۔ جیسا کہ **ریاستِ خلافت کے دستور** کی دفعہ 105 میں اعلان کیا گیا ہے کہ "وہ اشخاص (افراد) جو رائے میں مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہیں اور خلیفہ ان کی طرف رجوع کرتا ہے ان کو مجلسِ امّت کہا جاتا ہے. وہ اشخاص جو اہل ولایہ (صوبے کے لوگوں) کی نمائندگی کرتے ہیں ان کو مجالسِ ولایات کہا جاتا ہے۔ غیر مسلموں کے لیے حکمرانوں کے ظلم یا احکامِ شریعت کی غلط تنفیذ کی شکایت کی غرض سے مجلسِ امّت میں شامل ہونا جائز ہے"۔ اس طرح دفعہ 111 میں مجلس امت کی مخصوص ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں کہ "مجلسِ امت کو تمام معاملات میں ریاست کے محاسبہ کا حق حاصل ہے۔ خواہ ان کا تعلق خارجہ امور سے ہو یا یہ داخلی امور سے یا یہ مالیات، فوج یا دیگر امور سے متعلق ہوں"۔ اس کے علاوہ "مجلسِ امت والیوں اور معاونین اور عمال کے بارے میں ناپسندیدگی (عدمِ اعتماد) کا اظہار کرسکتی ہے اور اس معاملے میں مجلس کی رائے پر عمل کرنا خلیفہ کے لیے ضروری ہوگا اور خلیفہ انہیں فوراً برطرف کردے گا"۔ اس کے ساتھ ساتھ آزاد میڈیا بھی حکومتی معاملات پر نظر رکھنے میں معاونت فراہم کرے گا۔

اسلام کی بنیاد پر قائم سیاسی جماعتیں: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **((وَلْتَكُنْ منكُمْ أمّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ ويَأْمُرُونَ بِالمَعْرُوفِ ويَنْهَوْنَ عَنِ المُنْكَرِ وَأُولئكَ هُمُ المُفْلِحُون))** **"اور تم میں کم از کم ایک جماعت ضرور ایسی ہونی چاہیے جو خیر کی طرف دعوت دے اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔"**(آل عمران، 3:104)۔ اسلام کی بنیاد پر قائم سیاسی جماعتیں ایک اور ذریعہ ہوں گی جو خلیفہ کا احتساب اور اس کی رہنمائی کررہی ہوں گی۔ **ریاستِ خلافت کے دستور** کی دفعہ 21 میں کہا گیا ہے کہ "حکام کے احتساب یا امت کے ذریعے حکومت تک پہنچنے کے لیے سیاسی پارٹیاں بنانے کا حق مسلمانوں کو حاصل ہے بشرطیکہ ان پارٹیوں کی بنیاد اسلامی عقیدہ ہو اور جن احکامات کی یہ پارٹیاں تبنی کرتی ہوں وہ اسلامی احکامات ہوں۔ کوئی پارٹی بنانے کے لیے کسی اجازت کی ضرورت نہیں، ہاں ہر وہ پارٹی ممنوع ہوگی جس کی اساس اسلام نہ ہو"۔

29 شعبان 1443 ہجری	**حزب التّحرير**
1 اپریل 2022ء	**ولایہ پاکستان**